والے امن پسند غیر مسلم پبلک بھی سراپا احتجاج ہیں۔ کئی یورپی وامریکی شہروں میں جنگ بندی کے حق میں مظاہرے بھی ہو چکے ہیں۔ ہر قسم کے ذرائع ابلاغ نے اپنے اپنے انداز میں اسرائیلی جارحیت کو ناپسند کیا ہے اور اسرائیل کی ان کارروائیوں کو انٹرنیشنل اصولِ جنگ کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے فلسطینیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ بہر حال انہوں نے اپنا اپنا حق ادا کر دیا۔

دنیا کی بڑی حکومتوں نے سوائے چند بے ضرر باتوں کے کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا۔ امریکی صدر جارج بُش تو اسلام دشمنی اور اسرائیل نوازی میں معروف ہے اور اس کی ناکام پالیسیوں اور کھلم کھلی اسلام دشمنی کی بنا پر اسے امریکہ کا ''ناکام ترین صدر'' قرار دیا گیا ہے، اور جوں جوں اس کی رُخصتی کے دن قریب آ رہے ہیں، اس کے خلاف ہر ''صاحب ضمیر'' کا منہ کھل رہا ہے۔ بش کے اسی کرتوت نے اس کی پارٹی کے صدارتی امیدوار کو بھاری اکثریت سے ناکام کر دیا اور افریقی نژاد ڈیموکریٹک امیدوار ''باراک حسین اوباما'' بھاری اکثریت سے منتخب ہو گئے، جو کہ عنقریب امریکہ کے 44ویں صدر کے طور پر حلف اٹھائیں گے۔ ان سے مسلم وغیر مسلم دونوں آبادیوں کو غیر معمولی طور پر نیک توقعات ہیں، لیکن انہوں نے بھی سوائے ''رسمی لفاظی'' کے اسرائیلی جارحیت کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت نہیں کی۔ لگتا ہے وہ بھی اپنے پیشروؤں سے زیادہ مختلف نہ ہوگا، جیسا کہ بہت سارے مبصرین کا خدشہ ہے۔

اگر یہی صورتحال مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کے ساتھ پیش آتی جیسے ممبئی میں ہوا، تو انسانی وبین الاقوامی حقوق کی فکر میں دبلا ہونے والی یہ ''اقوام متحدہ'' زمین وآسمان کے قلابے ایک کر دیتی۔ مگر کمزور مسلمان ممالک کے احتجاج کے سوا کسی بھی مؤثر وطاقتور ملک نے حکومتی طور پر کوئی راست اقدام نہیں کیا۔

''بچوں''، ''بوڑھوں'' اور ''خواتین'' کے نام پر ''عالمی دن'' مناتے ہوئے دھواں دار تقریریں کرنے والی ''انسانیت نواز'' انجمنوں اور تنظیموں کو کیوں سانپ سونگھ گیا؟! یہ دوہرا معیار نہیں تو کیا ہے!؟

حکیم الأمت علامہ اقبالؒ نے بجا کہا تھا: **''فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے''**

دراصل امریکی صدارت کا کوئی امیدوار اسرائیل کی خوشنودی سے صرف نظر نہیں کر سکتا، کیونکہ انتخاب جیتنے سے لے کر فرائض منصبی کی ادائیگی کے سلسلے میں بیچارہ ہر موڑ پر یہودیوں کی حمایت کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لیے امریکہ سلامتی کونسل میں بھی ہر اس قرارداد کو ''ویٹو'' کرنے پر مجبور ہوتا ہے جو اسرائیل کے لیے ناک بھوں چڑھانے کی باعث بنے۔

❁❁❁❁❁❁

درس قرآن

تراث رحمانی در فوائد قرآنی

اسماعیل محمد امین

﴿فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِن رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡہِ اِنَّـہٗ ہُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ﴾

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد:

فائدہ (1) اس آیت مبارکہ میں آدم علیہ السلام پر اللہ کے بہت بڑے احسان کا تذکرہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے غلطی سرزد ہونے کے بعد اسے کلماتِ توبہ سکھا کر سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا کی۔ پھر اللہ نے توبہ قبول فرما کر اس کو اپنی رحمت کا دوبارہ مستحق ٹھہرایا۔ اس میں آدم علیہ السلام پر اللہ کے دو بڑے بڑے احسان ہیں:

ا۔ توبہ کی توفیق دینا (فتلقی آدم من ربه کلمات)

ب۔ توبہ کا قبول فرمانا (فتاب علیه)

یہ دونوں مفہوم قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ جیسے قولہٗ تعالی: ﴿ومن یعمل سوءً أو یظلم نفسهٗ ثم یستغفر اللهَ یجد الله غفورا رحیما﴾ [النساء: ۱۱۰] ﴿وهو الذی یقبل التوبة عن عبادهٖ ویعفو عن السیئات﴾ [الشوری: ۲۵] غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں فرمایا: ﴿ثم تاب علیهم﴾ ''انہیں توبہ کی توفیق دی اور قبولیت کا دروازہ کھول دیا'' ﴿لیتوبوا﴾ ''تاکہ وہ توبہ کرلیں۔'' [الدر المنثور، السعدی، الطبری، ابن العثیمین]

فائدہ (2) آدم علیہ السلام نے جن کلمات کے ذریعے توبہ کی تھی، راجح قول کے مطابق وہ ﴿ربنا ظلمنآ انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ۞﴾ ہیں۔ جس سے اس دعا کی فضیلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ان کلمات میں توبے کی قبولیت کے لیے چار وسیلے اختیار کیے گئے ہیں:

(الف) اللہ کی ربوبیت کا توسل۔ (ربنا)

(ب) بندے کا اعتراف گناہ اور اس کی حالت کا بیان (ظلمنآ انفسنا)

(ج) معاملے کو کلی طور پر اللہ کے سپرد کرنا۔ (وان لم تغفر لنا وترحمنا)

(د) اگر اللہ کی مغفرت اور رحمت بندے کو حاصل نہ ہو تو اس کی بدانجامی کا اقرار (لنکونن من الخاسرین)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب بندہ صدق دل سے اللہ کی طرف رجوع کرے اور اسی کی طرف اپنے معاملے کو سپرد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ بڑا مہربان ہے۔'' اگر بندہ اللہ کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک (باع) یعنی دونوں ہاتھوں کو پھیلانے کے برابر قریب ہوتا ہے، اگر وہ اللہ کی طرف چل کر جائے تو اللہ اس کی طرف دوڑ کر تشریف لاتا ہے۔'' (متفق علیه. تفسیرابن العثیمین)

ان کلمات کی اہمیت کی وجہ سے بعض سلفؒ فرماتے ہیں کہ گناہگار کو توبہ کرتے وقت اپنے والدین کے کلمات توبہ (ربنا ظلمنآ انفسنا) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعائے توبہ (رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی) اور حضرت یونس علیہ السلام کی دعا (لآالٰہ الآ انت سبحانک انی کنت من الظالمین) کو دہرانا چاہیے۔(ابن عطیة)

فائدہ (3) بھول چوک اور غلطی کا سرزد ہونا انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو اس کی اولاد بھی ضرور مرتکب ہوں گی۔ لیکن اچھے انسان وہ ہوتے ہیں جنہیں اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا احساس ہو جائے اور اپنے رب کے حضور ندامت کے آنسو بہا کر سچی توبہ کرلیں۔(الفرقان) اور بدبخت وہ ہیں جو گناہ کے بعد تکبر کا راستہ اختیار کرتے ہوئے توبہ سے منہ پھیرلیں اور اپنے گناہ کے لیے بہانے تراشنے لگ جائیں۔ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا موازنہ کرنے سے واضح ہوتی ہے؛ کیونکہ دونوں سے غلطی ہوئی، لیکن ابلیس نے تکبر کا راستہ اختیار کیا تو ملعون ہوا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

اور آدم علیہ السلام نے توبہ کا راستہ اختیار کیا تو دوبارہ اللہ کے مقرب بن گئے۔

آیت مبارکہ میں گناہوں سے توبہ واجب ہونے کی دلیل ہے اور توبہ کرنا تمام انبیاء کرام کی ایک خصوصی صفت ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنے کافر بیٹے کی خاطر مغفرت طلب کی تو اللہ نے انہیں ڈانٹا، پھر آپ نے توبہ کی: ﴿رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی به علم والا تغفر لی وترحمنی اکن من الخاسرین﴾ (هود: ۴۷) جب غلطی سے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قبطی قتل ہوا تو انہوں نے فوراً توبہ کی: (رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی)(القصص: ۱۶) حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: (فاستغفر ربه وخر راکعا واناب)(صٓ: ۲۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: (ولقد فتنا سلیمان وألقینا علی کرسیه

جسدا ثم أناب)(صٓ: ۳۴) حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ کے متعلق فرمایا:﴿وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه فنادیٰ فی الظلمات ان لآ اله الآ انت سبحانک انی کنت من الظالمین ۞﴾ (الانبیاء:۸۷)

ہمارے نبی سید الاولین والآخرین ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کیے جانے کے باوجود فرماتے ہیں: ''یاایها الناس توبوا الی الله فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۶۷۹۹) ''اے لوگو! اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو کیونکہ میں روزانہ سومرتبہ توبہ کرتا ہوں۔'' مزید فرمایا:''انه لیغان علی قلبی وانی لأستغفر الله فی الیوم مائة مرة'' (صحیح مسلم رقم الحدیث ۶۷۹۸) ''اللہ کے ذکر سے کبھی کبھار میرا دل بھی غافل ہوتا ہے تو میں اللہ سے دن میں سومرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری وقت پیری گرگ زادہ میشود پرہیزگار

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ توبہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ توبہ اسلام کے قواعد میں سے ایک اہم بنیاد ہے اور آخرت کی راہ پر چلنے والوں کا پہلا قدم ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی چار شروط ذکر فرمائیں:

۱۔گناہ کو مکمل چھوڑنا۔ ۲۔گناہ پر ندامت۔ ۳۔دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم۔ ۴۔سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے یعنی قیامت کی آخری علامت کے ظہور سے پہلے توبہ کرنا، اسی طرح حالت نزع یعنی سکرات الموت کے وقت سے پہلے توبہ کرنا۔ ۵۔اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو مظلوم کو غصب کردہ مال واپس کرنا یا اس سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے۔(شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۷/۲۶)

توبہ کی مزید اہمیت اور انبیاء وصالحین کے اندازِ توبہ سے باخبر ہونے کے لیے حافظ ابن قدامہ کی تصنیف (کتاب التوابین) کا مطالعہ فرمائیں۔ اور گناہ کی نوعیت کے اعتبار سے توبہ کی مختلف اقسام واحکام اور توبہ کے مختلف مسائل سے آگاہی کے لیے الشیخ سلیم الہلالی کی تصنیف (حادی الروح الی أحکام التوبة النصوح) کا مطالعہ مفید ہے۔

فائدہ (4) آدم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے توبہ کے کلمات سیکھ لیے، اس سے اللہ کی صفت کلام بھی ثابت ہوتی ہے۔(ابن العثیمین) اور (فتلقی اٰدم من ربه) میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ توبہ کا راستہ دکھانا اللہ تعالی کی شان ربوبیت کا تقاضا ہے۔(الفرقان)

فائدہ (5) جن کلمات کے ذریعے آدم علیہ السلام نے توبہ کی تھی اس کی وضاحت سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۳ کی روشنی میں (ربنا ظلمنا أنفسنا......) ہے۔لیکن اس واضح نص قرآنی کے باوجود بعض بدعتی حضرات (کلمات) کی تفسیر میں ایک ''موضوع روایت'' پیش کرتے ہیں جس میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے منسوب کیا گیا ہے کہ:

''سیدنا آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکالا گیا تو ہر وقت روتے اور استغفار کرتے رہتے تھے۔ایک مرتبہ آسمان کی طرف دیکھ کر انہوں نے حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ لے کر مغفرت کے لیے دعا کی، جس پر اللہ نے فرمایا: تم محمد (ﷺ) کے متعلق کیسے جانتے ہو؟ عرض کیا: جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا: **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اس سے میں نے سمجھ لیا تھا کہ اس سے اونچی کوئی ہستی نہیں ہوسکتی جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھ رکھا ہے۔''

یہ روایت جہاں سند کے لحاظ سے موضوع (من گھڑت) بے سند اور بے بنیاد ہے، وہاں قرآن کے اس واضح بیان سے بھی متصادم ہے۔علاوہ ازیں قرآنی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔تمام انبیاء نے ہمیشہ براہ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں۔کسی نبی، ولی یا فرشتے کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا۔نبی کریم ﷺ سمیت تمام انبیاء کا طریقہ دعا یہی رہا ہے کہ اشخاص کے واسطے کے بغیر بارگاہ الٰہی میں براہ راست دعا کی جائے۔نیز اس ''موضوع روایت'' کی عربی ترکیب پر بھی علماء نے قواعد گرائمر کے لحاظ سے بھی تنقید کی ہے۔ **(تیسیر القرآن للشیخ عبدالرحمن کیلانی، احسن البیان)**

فائدہ (6) ﴿**انہ ھو التواب الرحیم**﴾ یہاں اللہ کے دو عظیم نام جمع کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ رب کی شان کریمی یہ ہے کہ وہ صدق دل سے توبہ کرنے والوں کو نہ صرف معاف فرمادیتا ہے، بلکہ انہیں بے پناہ رحمتوں اور شفقتوں سے نوازتا ہے۔(التواب) کے ساتھ (الرحیم) میں بھی اللہ جل جلالہ کی صفت جلیلہ ہے۔(الفرقان) اور اللہ تعالی توبہ کرنے والوں پر مہربانی فرماتا ہے اور انہیں اپنا محبوب بھی بنالیتا ہے۔جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: ﴿**واستغفروا ربکم ثم توبوآ الیہ ان ربی رحیم ودود**﴾ (ھود: ۹۰)

توبہ واستغفار اخروی زندگی کی سعادت مندی کے ساتھ دنیا میں بھی مال واولاد کی فراوانی اور خوشحالی کا بھی ضامن ہے۔حضرت نوح اور حضرت ہود علیہما السلام کی زبانی ارشادِ ربانی ہے: ﴿**فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا، یرسل السماء علیکم مدراراً، ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم أنھاراً.**﴾ **(النوح ۱۰)** ﴿**ویٰقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدراراً ویزدکم قوۃ الی**